

ہر موبائل رکھنے والے کے لیے ایک اسلامی پیغام

”رسالہ“

شاید کہ اتر جائے ترے دل میں میری بات

دفع نغمات الهاتف عن المساجد والعباد
المعروف

موبائل ٹونز (TONES)

اور خلل نماز

مولانا مفتی محمد راشد القادری مدظلہ العالی
مدظلہ العالی مولانا محمد رفیع پوری مدظلہ العالی

ترجمہ

باہتمام

حضرت علامہ مولانا مفتی ڈاکٹر محمد اسماعیل نعیمی نقشبندی مدظلہ العالی

ناشر

رضا پبلشرز (مکمل اقبال)

پیش لفظ

الحمد لله الذي هدانا لهذا الطريق ومعل لنا التوفيق خير رفيق والصلوة والسلام على سيد الانبياء والمرسلين اما بعد! قال الله تبارك وتعالى في القرآن المجيد والفرقان الحميد: **ورضيت لكم الاسلام ديناً** ترجمة كنز الايمان : اور تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کیا۔ اس آیت کے تحت حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نور العرفان میں فرماتے ہیں ، اجتہادی فرعی مسئلے ہمیشہ نکلتے رہیں گے اس لئے دینکم فرمایا مذهبکم نہ فرمایا۔

صحیح مسلم میں ہے، **عن تميم الداري ان النبي صلى الله تعالى عليه وسلم قال الدين النصيحة قلنا لمن قال لله ولكتابه ولرسوله ولائمة المسلمين وعامتهم** یعنی حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دین خیر خواہی ہے، ہم نے عرض کیا کہ کس کی، فرمایا اللہ تعالیٰ کی، اس کی کتاب کی اور اس کے رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی اور مسلمانوں کے اماموں کی اور عوام کی۔ (صحیح مسلم، ج ۱ ص ۵۴ طبع قدیمی کتب خانہ)

اس حدیث مبارک کے تحت لفظ **عامتهم** کی شرح کرتے ہوئے حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ **مراۃ المناجیح** میں فرماتے ہیں، عام مسلمانوں کی نصیحت یہ ہے کہ بقدر طاقت ان کی خدمت کرنا ان سے دینی و دنیاوی مصیبتیں دور کرنا ان سے محبت کرنا ان میں علم دین پھیلانا، اعمال نیک کی رغبت دینا جو چیز اپنے لئے پسند نہ کرے ان کیلئے پسند نہ کرنا۔

(مراۃ المناجیح، ج ۶ ص ۵۵۸ ضیاء القرآن)

جب سے موبائل فون عام ہوا ہے اس وقت سے لے کر آج تک ہر کسی کو اس بات کا اندازہ ہے کہ موبائل ٹونز کی آوازیں صبح و شام مساجد میں سنائی دیتی ہیں، کبھی مساجد کے آئمہ کرام اور کبھی خطیب حضرات موبائل فون OFF کرنے کے اعلان کرتے نظر آتے ہیں تو کبھی نمازی خود آپس میں ایک دوسرے سے اس بات پر الجھتے نظر آتے ہیں کہ آپ موبائل فون کیوں بند نہیں کرتے کہ اسکی وجہ سے ہماری نماز میں خلل واقع ہوا ہے۔ دعوت اسلامی نے اقامت سے پہلے موبائل فون بند کرنے کے اعلان کو رائج کیا تاکہ لوگوں کو یاد آجائے اور وہ بند کریں۔ کسی نے موبائل فون بند کرنے سے متعلق اسٹیکر شائع کروا کر مساجد میں لگوا دیئے۔ الغرض یہ مشن ابھی جاری ہے کہ کسی طرح تو ان ٹونز کی آوازیں اللہ تبارک و تعالیٰ کے گھر سے ختم ہو جائیں۔

اسی عرصہ دراز میں کئی لوگوں نے یہ سوال کیا کہ اس کا کیا حل ہے کہ اگر کوئی شخص نماز شروع کرنے سے پہلے موبائل فون بند کرنا بھول گیا اور اٹھائے نماز CALL آجائے اور مسجد میں آواز گونجنے لگے اور نمازیوں کو تکلیف ہو تو کیا نماز توڑ کر موبائل فون بند کرے یا دوران نماز ہی بند کر سکتا ہے؟ اور نماز میں کیا فرق آئے گا؟ کئی بار اس کا زبانی جواب بھی دیا چکا ہے لیکن اب ہم نے چاہا کہ اس اصلاحی موضوع کو تحریری شکل میں لایا جائے تاکہ ہر کوئی اس سے استفادہ کر سکے اور ہمارے لئے صدقہ جاریہ ہو جائے۔

گزشتہ رسالہ میں شیخ الحدیث جمیل احمد نعیمی مدظلہ العالی نے تصدیق فرما کر ہمارا حوصلہ بلند فرمایا تھا اور اس قابل کیا کہ اب یہ دوسرا رسالہ منظر عام پر آنے والا ہے اور اس موضوع میں میرے استاد محترم حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی مدظلہ العالی نے میری رہنمائی فرمائی، میں ان کا تہہ دل سے ممنون و مشکور ہوں اللہ انہیں بہترین جزائے خیر عطا فرمائے۔

محمد راشد القادری العطارى عفى عنہ

انتساب

یہ بندہ ناچیز اپنی اس مختصر سی علمی و فقہی کاوش کو اپنے پیر و مرشد دامت برکاتہم العالیہ اور اپنے والدین کریمین کے نام اور بالخصوص والدہ ماجدہ (نور اللہ مرقدہا) کے نام منسوب و معنون کرتا ہے اور اس کا ثواب ان کو ایصال کرتا ہے کہ جن کے فیض و نظر کرم اور دعاؤں سے آج اس راہ پر چلنے کے قابل ہوا، اور جب بھی کبھی حوصلہ اس راہ میں پست ہوا اور میرے قدم ڈگمگائے تو ان کی شفقتوں اور محبتوں بھرے الفاظ نے مجھے سہارا دیا، اور علم و عرفان کے اس سمندر میں غوطہ زن رہنے کی نصیحت کی اور میری والدہ ماجدہ (نور اللہ مرقدہا) نے میری جدائی برداشت کر کے مجھے اپنے آبائی شہر میرپور خاص سے کراچی علم و دین کے حصول کیلئے روانہ کر دیا اور بعد میں مجھے علم و دین سیکھنے کیلئے اور دین اسلام کی خدمت کرنے کیلئے راہِ خدا میں ہی وقف کر دیا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ان کی بخشش و مغفرت فرمائے اور ان کی قبر پر رحمت و رضوان کی برسات عطا فرمائے اور یہ علمی کاوش ان کیلئے باعث صدقہ جاریہ بنائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

تقریظ

حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عبدالخلیم صدیقی ہزاروی مدظلہ العالی
رکنس درالافتاء دارالعلوم غوثیہ فرقان آباد پرانی سبزی منڈی کراچی

نحمدہ و نصلی و نسلم علی خاتم الانبیاء والمرسلین اما بعد!

دفع نفعات الهاتف من المساجد و العابد نئے عنوان سے معنون تحریر دل پذیر ہے۔ اصلاح کے ساتھ ساتھ نمازی حضرات کو انتشار خشوع و خضوع سے بھی بچانا ہے۔ دوسری اہم بات یہ کہ مسجدوں کو دنیاوی باتوں سے بچانا ہے جیسا کہ ابن ہمام شارح ہدایہ نے فرمایا، الکلام المباح فی المساجد مکروہ تاکل الحسنات۔ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں ہے، یعنی مباح کلام مسجد میں مکروہ جو نیکوں کو کھا جاتا ہے۔ لہذا ثابت ہوا کہ موبائل ٹون سب نمازی حضرات کا سکون اور کلام جائز بھی حسنت کو غارت کر دیتا ہے۔ نیز کشف الغمہ جلد اول میں صفحہ ۸۱ پر ہے کہ امیر المؤمنین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسجد میں شور مچانے والے کو ڈرے مارے تھے۔ مشکوٰۃ شریف میں صفحہ ۷ پر ہے کہ امیر المؤمنین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسجد سے متصل چبوترہ بنادیا تھا کہ لوگ اس پر باتیں کریں اور مسجد شور و غل سے محفوظ رہے۔ نیز ایک روایت میں ہے حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں میں مسجد میں سویا ہوا تھا ایک شخص نے مجھ پر کنکری پھینکی دیکھا تو امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں فرمایا جاؤ ان دونوں شخصوں کو میرے پاس لاؤ میں ان دونوں کو حاضر لایا فرمایا تم کس قبیلہ کے ہو یا کہاں کے رہنے والے ہو؟ انہوں نے عرض کی ہم طائف کے رہنے والے ہیں فرمایا اگر تم اہل مدینہ میں سے ہوتے تو تمہیں میں سزا دیتا (کہ وہاں کے لوگ آداب سے واقف تھے) مسجد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں آواز بلند کرتے ہو۔ بیہقی میں ہے، محی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مسجد میں دنیا کی گفتگو کرنے والوں کے بارے میں فرمایا کہ قریب قیامت کی علامت ہے۔ لہذا مسجد میں موبائل کی سیٹیاں بجنے سے متعلق فاضل مضمون نگار نے تفصیل سے لکھ دیا ہے، چونکہ یہ موبائل جدید آلات میں سے ہے اور اس کا استعمال بھی زیادہ ہو رہا ہے لہذا مسجدوں کو اس شور و شغب سے بچانا بھی ضروری ہے اور نمازیوں کے سکون کا بھی خیال رکھنا ہے۔ لہذا یہ تاثر عام ہونا چاہئے کہ مسجد میں داخل ہوتے ہی موبائل کو توجہ سے بند کر دینا ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ فاضل نوجوان کو جدید ضرورتوں کے دور میں آنے والے مسائل پر ان کو گرفت کرنے کی توفیق رفیق عطا فرمائے۔ آمین

اجازت نامہ

فاضل مصنف کی گزشتہ تحریر آرٹیفشل جیولری بھی ایک عمدہ تحقیق ہے اور موبائل ٹون پر بھی شاندار تحقیق فرمائی ہے۔ محترم جناب حضرت مولانا راشد القادری فارغ تحصیل دارالعلوم امجدیہ کراچی سے ہیں اور تخصص فی الفقہ کی تعلیم بالخصوص عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ سے حاصل کی اور فتویٰ نویسی کی تربیت کیلئے مختلف دارالافتاء مثلاً دارالافتاء قطبِ مدینہ شاہ فیصل کالونی اور مجلس دارالافتاء فیضانِ مدینہ میں حضرت مفتی فضیل رضا القادری العطار کی زیر تربیت رہے، دارالافتاء دارالعلوم غوثیہ میں ہا قاعدہ مجھ سے اور مفتی محمد اسماعیل نعیمی سے اپنے فتاویٰ کی تصدیقات فرماتے رہے ہیں۔ لہذا فاضل مصنف اس بات کے مجاز ہیں کہ فقہ حنفی کی رو سے فتاویٰ علماء کرام کی تصدیقات صادر فرما سکتے ہیں۔

مفتی محمد عبدالحلیم صدیقی ہزاروی

تقریظ

حضرت علامہ مولانا مفتی ڈاکٹر محمد اسماعیل نعیمی نقشبندی مدظلہ العالی
مفتی درالافتاء دارالعلوم غوثیہ فرقان آباد پرانی سبزی منڈی کراچی

نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم اما بعد!

میرے محترم و مکرم حضرت علامہ مولانا محمد راشد القادری دامت برکاتہم العالیہ کا رسالہ دفع نفحات الہاتف من المساجد والعباد (المعروف موبائل ٹونز اور ظل نماز) زیب نظر ہوا۔ فاضل نوجوان نے بڑی جانفشانی سے کام لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ جب مائل بہ کرم ہو جاتا ہے تو طنائین کھینچ دی جاتی ہیں اور منزلیں سمٹ کر قدم بوس ہو جایا کرتی ہیں۔ کارواں کوئی بھی ہو جب ذوق و شوق اور اخلاص کو اپنا امام بنا کر حقیقت و فطرت کی طرف گامزن ہوتا ہے تو جیت جاتا ہے۔ تمام اہل فن، اہل ذوق حلقہ بگوش کارواں ہو جاتے ہیں۔ فن محو بہار ہو کر اپنے خزانوں کی کنجیاں عطا کر دیتا ہے۔ میدانِ عمل و تحقیق میں ایک ولولہ پیدا ہوتا ہے قدرت ہمدرد و مشکل کشا بن کر راز اُگلنے لگتا ہے، قلوب پر ایسے مشکوفات کا درد ہونے لگتا ہے کہ جو فن کے منہ پر بھی ممکن نہیں ہوتا اور ایسا سب کچھ اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے فضل و کرم ہی سے ہوتا ہے۔

قادر مطلق نے فاضل نوجوان کو کلید تحقیق سونپ دی۔ آپ نے اپنی علمی اقدام سے ثابت کر دیا کہ تحقیق و تدقیق (Research) کسی ایک فرد، قوم یا کسی ملک کے رہنے والوں کا ورثہ نہیں بلکہ ہر فرد، قوم اور ملک کے رہنے والوں کا حصہ ہے۔ فتح و نصرت ہمیشہ قانون قدرت کی ہوتی ہے حقائق و قوانین اپنا اثر دکھائے بغیر نہیں رہ سکتے۔ اس میں ارتقاء مسلمہ ہے البتہ جو علم و عمل قرآن کریم و حدیث شریف کی تعلیمات کے مطابق نہیں غلط ہے۔

رسالہ طہا میں جس مسئلہ کی تحقیق درکار تھی اس کا مظہر اتم ہے۔ رب العالمین جل جلالہ مولانا صاحب کی علمی محنتوں اور کاوشوں کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور رسالہ طہا کو ہر عام و خاص کیلئے مفید فرمائے۔ ایں دعا و جملہ جہاں آئیں یاد

خادم علماء اہلسنت

دارالعلوم غوثیہ، پرانی سبزی منڈی کراچی

موبائل ٹونز (Tones) اور خلل نماز

افسوس صد افسوس! فی زمانہ مساجد میں مختلف موسیقی کی ٹونز اور بعض تو ریکارڈ شدہ گانے باجے بجتے سنائی دیتے ہیں اور اس سے زیادہ افسوس اس بات کا کہ بعض لوگ تو مساجد میں آنے کے بعد بھی جان بوجھ کر موبائل فون اس لئے بند نہیں کرتے کہ بہت ضروری کال (Call) آئی ہے۔ ایسوں کے نزدیک شاید مساجد کے تقدس کا پامال ہونا کوئی وقعت نہیں رکھتا، ایسوں کے سامنے ہاتھ جوڑ کر مَدَنی التجا ہے کہ خدا را مساجد میں جب رب تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضری کیلئے آئیں تو اپنے موبائل فون OFF یا SILENT کر دیا کریں۔

ابن ماجہ میں ہے، **عن واثلہ بن الاسقع ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال جنبوا مساجدکم صبیانکم و مجانیبنکم و شرائکم و بیعکم و خصوماتکم و رفع اصواتکم و اقامة حدودکم و سل سیوفکم** واثلہ بن الاسقع سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، مساجد کو بچوں اور پاگلوں اور بیع و شرائع اور بیعتوں اور حدود قائم کرنے اور تلوار کھینچنے سے بچاؤ۔ (سنن ابن ماجہ، ص ۵۴ طبع قدیمی کتب خانہ) صدر الشریعہ بدرالطریقہ حضرت علامہ مولانا حکیم ابوالعلاء محمد امجد علی اعظمی رضوی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی مایہ ناز تصنیف بہار شریعت میں دُرِّ مختار اور صغیری کے حوالے سے فرماتے ہیں، مباح باتیں بھی مسجد میں کرنے کی اجازت نہیں اور نہ بلند آواز کرنا جائز۔ افسوس کہ اس زمانے میں مسجدوں کو لوگوں نے چوپال بنا رکھا ہے یہاں تک کہ بعضوں کو مسجدوں میں گالیاں بکتے دیکھا جاتا ہے۔ (والعیاذ باللہ تعالیٰ) (ج ۱ صفحہ ۳۳۷ طبع شیعہ برادرز)

جب مساجد میں فقط آواز بلند کرنا شریعت میں منع ہے تو گانے باجے اور ان کی ٹونز کا بلند ہونا کس قدر ناپسند ہوگا، ذرا ہم غور تو کریں کہ ہمارے آقا و پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گانے باجے کی آواز سے کتنی سخت نفرت ہے۔ چنانچہ

سنن ابوداؤد میں ہے، **عن نافع قال سمع ابن عمر مزمارا قال فوضع اصبعیه علی اذنیہ و نائی عن الطريق و قال لی یا نافع هل تسمع شیاً قال فقلت لا قال فرفع اصبعیه من اذنیہ و قال کننت مع رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قسمم مثل هذا فصنع مثل هذا** یعنی حضرت سیدنا نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، ایک بار میں حضرت سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ساتھ ایک راستے میں تھا کہ آپ نے باجے کی آواز سنی تو اپنی دونوں انگلیاں اپنے دونوں کانوں میں ڈال لیں اور اس راستے سے دوسری طرف ہٹ گئے، پھر دُور جانے کے بعد مجھ سے فرمایا، اے نافع! کیا تم کچھ سن رہے ہو؟ میں نے عرض کی نہیں۔ تب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی انگلیاں اپنے کانوں سے ہٹائیں اور فرمایا، میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ تھا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہانسری کی آواز سنی تو اسی طرح کیا جو میں نے کیا۔ (سنن ابوداؤد، ص ۶۷۷ طبع مکتبہ حقانیہ)

آہ صد کروڑ افسوس! ہمارے نبی کریم رُفُوفٌ رحیم علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام اور ان کے جان نثار صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو کانوں میں انگلیاں ڈال لیں اور راستہ بدل دیں اور ایک آج کے دُور کا مسلمان ہے کہ باہر تو باہر خدا کے گھر میں بھی ان مذموم حرکات سے باز نہیں آتا۔

مکثوۃ المصالح میں ہے، **قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من سمع رجلا ینشد ضالة فی المسجد فلیقل لا ردھا اللہ علیک فان المساجد لم تبین لھذا** رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جو شخص مسجد میں کسی کو گمشدہ چیز (چنج و پکار مچا کر) ڈھونڈتے سنے تو کہہ دے خدا تجھے واپس نہ دے کہ مساجد اس لئے نہیں بنیں ہیں۔ اس کی شرح میں حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی بدایونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مراۃ المناجیح میں فرماتے ہیں، یعنی چنج کر شور مچا کر جس سے نمازیوں کی نماز میں خلل واقع ہو (کیونکہ) مسجدیں دنیاوی باتیں کرنے شور مچانے کیلئے نہیں بنیں، یہ تو نماز اور اللہ کے ذکر کیلئے بنی ہیں۔ بہتر یہ ہے کہ اس شور مچانے والے کو سنا کر کہے تاکہ وہ اس سے باز آجائے۔ (ج ۱ ص ۳۳۸ طبع ضیاء القرآن)

اس سے معلوم ہوا کہ جب مساجد میں باتیں کرنے، چنج و پکار کرنے، شور مچانے پر پابندی لگائی جا رہی ہے بلکہ ساتھ ہی سخت ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا جا رہا ہے کہ اس شور مچانے والے سے کہہ دو کہ تجھے تیری چیز ہی نہ ملے جس کیلئے تو نے اللہ عزوجل کے گھر میں شور مچا دیا ہے، یعنی یہ مساجد کا تقدس اور ادب سکھایا جا رہا ہے، تو جس کی وجہ سے اللہ عزوجل کے پاک گھر میں گانے باجوں کی آواز ہو تو اس کیلئے کتنا سخت حکم ہونا چاہئے اور بعض تو وہ ہیں جو جان بوجھ کر موبائل فون OFF یا SILENT نہیں کرتے، ایسوں کیلئے تو یہ کہہ دینا چاہئے کہ **تیرا موبائل فون ہی خراب ہو جائے** جس کی وجہ سے خدا کے گھر میں میوزک کی آواز بلند ہوئی۔ جس پاک گھر میں تلاوت کی آواز گونجتی ہو، ذکر اللہ کی صدائیں بلند ہوتی ہوں وہاں گانے باجے اور ان کی ٹونز کی آوازیں گونجنے رب تعالیٰ کے قہر و جبر کو لکارنے کے مترادف ہے۔ امام اہلسنت، ولی نعمت، عظیم البرکت، عظیم المرتبت، پروانہ شمع رسالت، مجدد دین و ملت، حضرت علامہ مولانا الحاج الحافظ القاری الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ میں ایک حدیث شریف نقل فرماتے ہیں کہ کچھ لوگوں نے مسجد میں چلا چلا کر ذکر کرنا شروع کیا، سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں نکلوا دیا۔ اب خواہ یہ نکلوانا اس بناء پر ہو کہ ان کے نزدیک ذکر جہر ممنوع تھا خواہ اس لئے کہ ان کے چلا نے سے نمازیوں پر تشویش تھی۔ (فتاویٰ رضویہ، ج ۳ ص ۱۰۱۔ طبع رضا فاؤنڈیشن)

قرآن کریم و فرقان حمید کی سورۃ الاعراف میں ہے،

وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ (آیت نمبر: ۲۰۳)

ترجمہ کنز الایمان: اور جب قرآن پڑھا جائے تو اسے کان لگا کر سنو اور خاموش رہو کہ تم پر رحم ہو۔

اس آیت کی تفسیر میں حضرت صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خزان العرفان فی تفسیر القرآن میں فرماتے ہیں، اس آیت سے ثابت ہوا کہ جس وقت قرآن کریم پڑھا جائے خواہ نماز میں یا خارج نماز اس وقت سننا اور خاموش رہنا واجب ہے۔

مگر افسوس کہ جماعت میں قرأت کے دوران بھی موبائل ٹونز کی آواز نمازیوں کے خشوع و خضوع کے درمیان خلل (خلل ڈالنے والی) ہوتی ہیں اور بارہا ایسا ہوتا ہے کہ خود امام کی توجہ منتشر ہونے کے سبب سہو ہو جاتا ہے۔ شیطان مساجد میں بھی بندوں کا رابطہ اپنے مالک حقیقی سے نہیں ہونے دیتا اور یوں محسوس ہوتا ہے کہ ان موبائل ٹونز کے ذریعے اپنے مذموم مقصد میں کامیابی کا جشن خدا کے گھر میں منا رہا ہے اور مومنوں کو رب تعالیٰ کی عطاء سے جو خوشخبری توجہ سے قرآن کریم اور وعظ و نصیحت سننے پر مل رہی ہے اس سے محروم کرنا چاہتا ہے۔ چنانچہ سورۃ الزمر میں ہے،

قَبِشْرَ عِبَادِ الَّذِينَ يَسْتَمِعُونَ الْقَوْلَ (آیت نمبر: ۱۸۰)

ترجمہ کنز الایمان: تو خوشخبری سناؤ میرے ان بندوں کو جو کان لگا کر بات سنیں۔

معلوم ہوا توجہ سے قرآن کریم، ذکر خیر، وعظ و نصیحت سننا مذہبی عبادت اور دینی فرض ہے اور اس میں دست اندازی کرنا، غل مچانا، بیہودی باتیں کرنا، فسقیہ اشعار پڑھنا اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کے دوران اس میں خلل ڈالنا مذہبی توہین اور خاص عادتِ سلفا ہے۔ چنانچہ سورۃ حم السجدہ میں ہے،

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَا تَسْمَعُوا لِهَذَا الْقُرْآنِ وَالْغَوَا فِيهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُونَ (آیت نمبر: ۲۶)

ترجمہ کنز الایمان: اور کافروں نے یہ قرآن نہ سنو اور اس میں بیہودہ غل کرو شاید یونہی تم غالب آؤ۔

اس آیت کے تحت حضرت علامہ قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تفسیر مظہری میں فرماتے ہیں، اہل مکہ میں سے کافر کہنے لگے اس قرآن کو مت سنا کرو اور اس کی تلاوت کے درمیان شور و غل مچا دیا کرو۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، ان میں سے بعض آپس میں ایک دوسرے کو کہتے کہ جب تم محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو دیکھو کہ وہ قرآن پڑھ رہے ہیں تو تم ان کے سامنے رجز اور شعر کہا کرو یا لغو باتیں خوب کیا کرو۔ مجاہد نے کہا کہ یہاں شور و غل مچانے سے مراد تالیاں اور سیٹیاں بجانا ہیں۔ (ج ۸ ص ۳۸۱ طبع نسیاء القرآن)

اور حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی بدایونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اسی آیت کے تحت تفسیر نور العرفان میں فرماتے ہیں، اس سے معلوم ہوا کہ تلاوت قرآن کریم کے وقت شور مچانا جس سے تلاوت کرنے والے کو دشواری ہو، مشرکین کا دستور ہے۔ لہذا نماز باجماعت کے وقت مسجدوں کے پاس ڈھول باجے بجانا، وعظ قرآن پر شور مچانا حرام ہے۔ اس سے بہت سے مسائل مستنبط ہو سکتے ہیں۔

مفتی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تو مسجدوں کے پاس کا تذکرہ فرمایا مگر افسوس اب تو حالت یہ ہے کہ مساجد کے قرب کی بات تو درکنار عین مساجد میں موبائل فون کے ذریعے بجنے والی ٹونیں اور گانے باجوں کی آوازیں سنائی دیتی ہیں۔ (العیاذ باللہ تعالیٰ) اللہ کے گھر میں اس قسم کے افعال خاص طریقہ کفار ہے، اس کے بیان سے ہمارا مقصود استدلال نہیں بلکہ اصلاح ہے کہ ہمیں چاہئے کہ کفار کے فعل خاص کی مشابہت تو دور کی بات اس کی جھلک سے بھی بچیں۔ اللہ تعالیٰ نے کفار کی اس قسم کی عبادت کا ذکر فرمایا۔ چنانچہ سورۃ الانفال میں ہے،

وما كان صلاتهم عند البيت الا مكاء وتصدية (آیت نمبر: ۳۵)

ترجمہ کنز الایمان: اور کعبہ کے پاس ان کی نماز نہیں مگر سیٹی اور تالی۔

حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی بدایونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اسی آیت کے تحت تفسیر نور العرفان میں فرماتے ہیں، قریش مکہ بیت اللہ میں آکر تالیاں اور سیٹیاں بجاتے تھے اور اسے عبادت جانتے تھے۔ جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز پڑھتے تو یہ لوگ یہ حرکتیں کرتے اور خوش ہوتے کہ ہم بھی نماز پڑھ رہے ہیں۔

مفسر قرآن حضرت امام الحافظ عماد الدین اسماعیل بن عمر بن کثیر الدمشقی الشافعی اپنی معرکہ آراء تصنیف تفسیر ابن کثیر میں فرماتے ہیں، **قال مجاهد و انما كانوا يصنعون ذلك ليخلطوا بذلك على النبي صلى الله تعالى عليه وسلم صلاته وقال الزهري يستهزنون بالمؤمنين وعن سعيد بن جبیر و عبد الرحمن بن زيد و تصدیه قال صدھم الناس عن سبیل اللہ** یعنی حضرت مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کی وجہ بیان کرتے ہیں کہ وہ اس طرح محی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز میں حرج ڈالنا چاہتے تھے، امام زہری فرماتے ہیں کہ وہ اس طرح مؤمنین کا مذاق اڑاتے تھے۔ سعید بن جبیر اور عبد الرحمن بن زید نے تصدیہ کا معنی لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکنا بتایا۔ (ج ۲ ص ۸۰ طبع دار الفکر بیروت)

امام فخر الدین محمد بن عمر رازی علیہ رحمۃ اللہ الہادی تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے قول پر ان کا سیٹیاں اور تالیاں بجانا ان کی عبادت تھی۔ اور مجاہد اور مقاتل کے قول پر وہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایذا پہنچانے کیلئے ایسا کرتے تھے۔

(تفسیر کبیر، ج ۵ ص ۳۸۱۔ طبع دار احیاء التراث العربی بیروت)

ان تفاسیر سے معلوم ہوا کہ بیت اللہ میں سیٹیاں اور تالیاں بجانا کافروں کی نگاہ میں عبادت تھا اور ان کا مقصود اس سے نماز میں خلل ڈالنا اور ایذا پہنچانا تھا۔ فی زمانہ اگر ہم غور کریں تو یہ اندازہ ہوگا کہ سیٹیوں اور تالیوں سے کئی بڑھ کر اپنی طرف متوجہ کرنے والی Attentive Tones اور گانے باجوں کی آوازیں مساجد میں سنائی دیتی ہیں، جیسا کہ پہلے ذکر ہوا کہ ہمارا مقصود اس سے استدلال نہیں صرف اصلاح ہے کہ وہ کام جو کافر لوگ جان بوجھ کر اللہ کے گھر میں کرتے تھے اس سے زیادہ بگاڑ والے کام آج مسلمانوں سے انجانے طور پر یا سستی و کاہلی اور بھول کی وجہ سے ہو جاتے ہیں اگرچہ مسلمان مساجد میں ان افعال کو برا جانتے ہیں اور ان کا مقصود کسی کی نماز میں خلل ڈالنا بھی نہیں ہوتا لیکن اپنی حماقت، سستی و کاہلی کی بناء پر موبائل فون ON کر کے بغیر SILENT کئے نماز پڑھنا اور پھر جب کال آئے تو مستقل بجتے رہنا بہت بڑا حرج اور مسلمانوں کی نماز میں باعث خلل اور باعث ایذا رسانی ہے۔ اور مومنوں کو بلا وجہ شرعی ایذا پہنچانا حرام ہے۔

کنز العمال میں ہے، **من اذى مسلما فقد اذانى و من اذانى فقد اذى الله** (رواہ الطبرانی، ج ۱۶ ص ۱۰ طبع موسسة الرسالة بیروت) یعنی جس نے کسی مسلمان کو (بلا وجہ شرعی) ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ عزوجل کو ایذا دی۔

جامع ترمذی میں ہے، **لا تؤذوا المسلمين** (جامع ترمذی، ج ۲ ص ۲۳ طبع فاروقی کتب) یعنی مسلمانوں کو ایذا مت دو۔ اور جس کام کی وجہ سے مسلمان کو تکلیف ہوتی ہو اس کا کرنا ناجائز اور حرام ہے۔ مثلاً بدائع الصنائع میں ہے، **انه قال لعمر یا ابا حفص انک رجل قوی وانک تؤذى الضعیف فاذا وجدت مسلکا فاستلم والافدع و کبر و هلل و لان الاستلام سنة و ایذاء المسلم حرام و ترک الحرام اولی من الاتیان بالسنة** حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ارشاد فرمایا، تم طاقتور آدمی ہو تم سے کمزوروں کو ایذا پہنچے گی پس جب تم راستہ پاؤ تو حجرہ اسود کو بوسہ دے لو، ورنہ چھوڑ دو اور تکبیر و تہلیل کہو، اس لئے کہ استلام سنت ہے اور مسلمان کو ایذا دینا حرام ہے اور حرام کا ترک کرنا سنت بجالانے سے افضل ہے۔ (بدائع الصنائع، ج ۲ ص ۳۳۰ طبع المکتبۃ الرشیدیہ)

معلوم ہوا مسلمانوں کو ایذا دینا حرام ہے اور یہی ایذا نمازی کو اور وہ بھی اللہ عزوجل کے گھر میں دی جائے تو حرمت اشد ہو جائیگی۔ ایک حرمت مسلم دوسری حرمت مسجد تیسری حرمت عبادت۔ لہذا بہت زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے۔ لہذا موبائل فون مسجد میں آنے سے قبل ضرور بالضرور بند کر دیں اگر بھول جائیں تو عمل قلیل کے ذریعے بند کر دیں کیونکہ اس سے دیگر نمازیوں کو تکلیف ہوتی ہے اور ساتھ ہی تکلیف دور کرنے کی نیت بھی کر لیں کہ **من فرج عن مسلم کربة فرج الله عنه کربة من کربات يوم القيامة** یعنی جو مسلمان سے کوئی تکلیف دور کرے گا اللہ تعالیٰ اس سے قیامت کے دن کی تکلیف دور کرے گا۔

امام اہلسنت، ولی نعمت، عظیم البرکت، عظیم المرتبت، پروانہ شمع رسالت، مجدد دین و ملت، حضرت علامہ مولانا الحاج الحافظ القاری الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن سے ایک سوال پوچھا گیا کہ کوئی مسجد میں آواز بلند درود و وظائف خواہ تلاوت کر رہا ہو اس سے علیحدہ ہو کر نماز پڑھنے میں بھی آواز کانوں میں پہنچتی ہے لوگ بھول جاتے ہیں خیال بہک جاتا ہے ایسے موقع پر ذکر بالجہر تلاوت کرنے والے کو منع کرنا جائز ہے یا نہیں؟ یعنی آہستہ پڑھنے کو کہنا بالجہر سے منع کرنا، اگر نہ مانے تو کہاں تک ممانعت کرنا جائز ہے؟ اس کے جواب میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فتاویٰ رضویہ میں فرماتے ہیں، بے شک ایسی صورت میں اسے جہر سے منع کرنا فقط جائز نہیں بلکہ واجب ہے کہ بھی عن المنکر ہے اور کہاں تک کا جواب یہ کہ تاحد قدرت جس کا بیان اس ارشاد اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں ہے، **من رای منکم منکر افلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ فان لم یستطع فبقلبہ وذل اضعف الایمان** یعنی جو تم میں کوئی نا جائز بات دیکھے اس پر لازم ہے کہ اپنے ہاتھ سے اسے مٹا دے بند کر دے اور اس کی طاقت نہ پائے تو زبان سے منع کرے اور اگر اس کی بھی قدرت نہ ہو تو دل سے اسے مٹا جائے اور یہ سب میں کمتر درجہ ایمان کا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، ج ۸ ص ۹۹۔ طبع رضا فاؤنڈیشن)

اسی طرح رَدُّ الْمُحْتَار مع ذَرِّ الْمُحْتَار میں ہے، مساجد میں ذکر بالجہر کرنا جائز ہے، **الا ان یشوش جرہم علی نائم او مصل او قاری** البتہ اس صورت میں ذکر بالجہر جائز نہیں جب کسی سونے والے کی نیند، کسی نمازی کی نماز یا تلاوت کرنے والے کی تلاوت میں خلل کا اندیشہ ہو۔ (ج ۱ ص ۶۶۰۔ طبع دار الفکر بیروت)

یعنی اگر کسی نمازی یا قاری یا سونے والے کو بھی تکلیف ہو تو اس وقت بلند آواز سے ذکر کرنا منع ہے مگر یہاں تو حال ہی ابتر ہے کہ اللہ عزوجل کے گھر میں اس کی بارگاہ میں کھڑے ہو کر اسی کی عبادت کرتے وقت اسی کی مخالفت کرنا اور اس کے بندوں کو مذموم افعال کے ذریعے ایذا پہنچانا اور ان کی توجہ رب تعالیٰ کی طرف سے ہٹا کر لہو و لغو چیزوں کی طرف کر دینا درحقیقت اس کو ناراض کرنے والے اعمال ہیں جو کہ بہت ہی بڑی نادانی اور باعث محرومی ہے۔ جبکہ شریعت کا حکم تو یہ ہے کہ جیسا کہ درمختار میں ہے یعنی اگر نماز میں اپنی ٹوپی گر جائے تو (عمل قلیل) کے ذریعے اٹھا کر پہن لینا افضل ہے اور اگر کسی اور نمازی کی ٹوپی وغیرہ گر جائے تو نہ پہننا افضل ہے تاکہ اس نمازی کی توجہ نہ بٹے اور اس کے خشوع و خضوع میں فرق نہ آئے۔

مگر افسوس کہ اب کسی کے خشوع و خضوع اور ایذا و تکلیف پہنچنے کا خیال بالکل نہیں کیا جاتا، کاش ہم شریعت کے احکام کو سن کر اس پر عمل کرنے والے بن جائیں اور اپنی مساجد کو ہر قسم کی شرعی خرابی اور بالخصوص ان میوزیکل ٹونز (Musical Tones) سے محفوظ کرنے والے بن جائیں۔ اس کیلئے ہمیں علمی میدان میں آنا ہوگا اور خود بھی اس سے بچتے ہوئے دوسروں کو نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دینا ہوگا۔ اور فقط یہ نہیں کہ مساجد میں تو میوزیکل ٹونز بند کر دیں اور دیگر اوقات میں ان ٹونز سے لطف اندوز ہوں بلکہ باہر نکل کر بھی ان سے بچنا لازمی ہے۔ بعض لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ موبائل ہاتھ میں لئے صرف ٹونز سنتے رہتے ہیں اور اپنے کانوں کو حرام سے پُر کرتے ہیں یہ بھی شرعاً جائز نہیں، لہذا صرف حاجت کیلئے Tone لگائیں تاکہ فون آئے تو ہم مطلع ہو جائیں اس کیلئے کوئی Simple سی بیل لگالیں اور اگر ہو سکے تو موبائل Tone بند کر دیں اور صرف Vibration پر رہنے دیں۔ اس سے کئی فائدے بھی حاصل ہو سکتے ہیں۔ مثلاً اگر ہم ٹونز بند کرنا بھی بھول جائیں اور مسجد میں آجائیں تو کسی کی تکلیف کا باعث نہیں بنیں گے اور نہ کسی نمازی کی نماز میں خلل ڈالنے والے بنیں گے، نہ کسی کو ایذا پہنچے گی، نہ اللہ عزوجل کے گھر میں میوزیکل ٹونز کی آواز سنائی دیں گی اور ایک دنیاوی فائدہ یہ بھی ہے کہ کسی کو معلوم تک نہ ہوگا کہ اس کے پاس موبائل فون بھی ہے، لہذا ان شاء اللہ عزوجل موبائل فون چھپنے سے بھی محفوظ رہیں گے۔

میوزیکل ٹونز (Musical Tones) بجانے اور اس کے سننے کا شرعی حکم

سورۃ القمان میں ہے،

وَمِنَ النَّاسِ مَن يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ لِيُضِلَّ عَن سَبِيلِ اللَّهِ (آیت نمبر: ۱)

ترجمہ کنزالایمان : اور کچھ لوگ کھیل کی باتیں خریدتے ہیں کہ اللہ کی راہ سے بہکا دیں۔

مفسر قرآن حضرت امام الحافظ عماد الدین اسماعیل بن عمر بن کثیر الدمشقی الشافعی اپنی معرکہ آراء تصنیف تفسیر ابن کثیر میں فرماتے ہیں عطف بذکر حال الاشقیاء الذین اعرضوا عن الانتفاع بسماع کلام اللہ و اقبلوا علی استماع المزامیر والغناء بالالغان و آلات الطرب کما قال ابن مسعود فی قوله تعالیٰ (وَمِنَ النَّاسِ مَن يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ) قال هو واللہ الغناء یعنی یہاں ان بد بختوں کا ذکر کیا جا رہا ہے جو اللہ عزوجل کے کلام کو سن کر استفادہ کرنے کے بجائے اس سے منہ پھیر لیتے ہیں اور گانے باجے اور آلات موسیقی کی دھنیں سننے میں منہمک رہتے ہیں۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ عزوجل کے پاک نام کی قسم کھا کر ارشاد فرماتے ہیں، لہو الحدیث سے مراد گانا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر ج ۶ ص ۳۳۰ طبع دار طیبہ للنشر)

امام جلال الدین عبدالرحمن بن ابی بکر السیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تفسیر درمنثور میں فرماتے ہیں، و اخرج الحاكم فی الکنی عن عطاء الخراسانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال نزلت هذه الآية (وَمِنَ النَّاسِ مَن يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ) فی الغناء والباطل والمزامیر یعنی امام حاکم علیہ الرحمۃ نے کئی میں حضرت خراسانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت گانا گانے (یا گانا بجانے) اور اس قسم کے باطل امور اور آلات موسیقی کی مذمت میں نازل ہوئی۔

و اخرج آدم و ابن جریر والبیہقی فی سننہ عن مجاهد رضی اللہ عنہ فی قوله (وَمِنَ النَّاسِ مَن يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ) قال: هو اشتراؤه المغنی والمغنیة بالمال الكثير والاستماع الیه والی مثله من الباطل یعنی امام آدم، ابن جریر اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین نے اپنی سنن میں حضرت مجاہد علیہ الرحمۃ سے روایت نقل فرمائی کہ اس آیت سے مراد یہ ہے کہ کسی شخص کا گانا گانے والا یا گانے والی کو کثیر مال کے عوض میں خریدنا، ان سے گانا سننا اور اس جیسے کام کرنا۔ (تفسیر درمنثور ج ۸ ص ۷۸)

اس سے معلوم ہوا کہ گانے والوں اور گانے والیوں کو بلوا کر گانے سننا بھی اسی آیت کے زیرِ تحت داخل ہے، اس سے ان لوگوں کو اصلاح کرنی چاہئے جو گلوکاروں، فنکاروں کو بلا کر ان کی بھاری فیسیں ادا کر کے Music Show اور Night Show کا انعقاد و اہتمام کرتے ہیں وہ خود بھی حرام کام کرتے ہیں اور دوسروں کو بھی گناہوں کے کاموں میں ملوث کرنے کا سبب بنتے ہیں۔ امام خراسانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی روایت کے مطابق یہ آیت تمام باطل اُمور اور آلاتِ موسیقی کی مذمت میں دلیل ہے، لہذا جو کوئی جس طرح گانے باجے سے یا بجائے، اگرچہ موبائل ٹون کی صورت میں ہو، جیسا کہ آج کل کے نوجوان اچھے اور مہنگے سے مہنگے موبائل اس لئے بھی لیتے ہیں کہ ان میں گانے باجے، ریکارڈ کر کے ذوق کی تسکین پوری کرتے ہیں اور صرف اس پر اکتفا نہیں بعض نوجوان تو موبائل میں Movies اور Sex Appeal Pictures بھی ڈاؤن لوڈ (Download) کر کے جب چاہیں جہاں چاہیں اس سے لطف اندوز ہو کر فعلِ حرام کے مرتکب ہوتے ہیں۔ اور بعض لوگ موبائل فقط اس لئے لیتے ہیں اس کے ذریعے غیر محرموں سے رابطہ کریں، لہذا ان تمام کی خدمت میں بندہ ناچیز کی عرض ہے کہ خدا را ہم اپنے حال پر ترس کھائیں اور جس مقصدِ حقیقی (یعنی رب تعالیٰ کی عبادت کرنے اور اسے راضی کرنے) کیلئے دُنیا میں آئے ہیں، اسے پورا کریں اور ان تمام خرافات سے توبہ کریں۔

انہ ہو التواب الرحیم بیشک وہی ہے بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان۔ (البقرۃ۔ آیت نمبر: ۳۷)

حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی بدایونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس آیت کے تحت تفسیر نور العرفان میں ارشاد فرماتے ہیں، صوفیاء فرماتے ہیں کہ جو چیز اللہ کے ذکر سے غافل کرے وہ لہو المحدث میں داخل ہے، حرام ہے۔ دیکھو اذانِ جمعہ کے بعد تجارت اور دُنیاوی مشاغل جو نماز کی تیاری سے روکیں وہ لہو ہیں۔ حتیٰ کہ اگر زن (زوجہ) و فرزند اللہ کے ذکر میں آڑ بنے تو لہو ہے اس آڑ کو پھاڑ دو۔

بکثرت احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آلاتِ موسیقی کے بجانے اور آلاتِ موسیقی کی آواز سننے کو حرام قرار دیا ہے، خواہ وہ آلاتِ موسیقی ہاتھ سے بجانے والے ہوں جن کو معاذف کہتے ہیں، یا وہ آلاتِ موسیقی منہ سے بجانے والے ہوں جن کو عربی میں مزامیر کہتے ہیں۔

صحیح مسلم میں ہے، عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال ثم الجرس مزامیر الشیطان (صحیح مسلم، ج ۳ ص ۱۶۷۲۔ طبع دار احیاء التراث العربی) یعنی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، گھنٹی شیطان کی ہانسری ہے۔

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے، **انما نهيت عن النوح عن صوتين احمقين فاجرین صوت عند نغمة لهو ولعب ومزامیر شیطان وصوت عند مصیبة خمس وجوه وشق جیوب ورنه شیطان** (مصنف ابن ابی شیبہ، ج ۳ ص ۶۳۔ طبع مکتبۃ الرشید الریاض) یعنی حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، مجھے ایسی دو آوازوں (کے سننے) سے منع کیا گیا ہے جن میں فسق و فجور ہے، ایک وہ آواز جو گانے بجانے اور مزامیر شیطان سے متعلق ہے اور دوسری آواز جو مصیبت کے وقت منہ نوچنے، گریبان پھاڑنے اور شیطانی چیخ و پکار سے متعلق ہے۔

مجمع الزوائد میں ہے، **وعن ابی امامة عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال ان اللہ بعثنی رحمة وهدی للعالمین وامرنی ان امحق المزامیر والکنارات یعنی البرابط والمعازف** (مجمع الزوائد، ج ۵ ص ۶۹ طبع دار الکتب العربی) یعنی حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے مجھے تمام جہانوں کیلئے رحمت بنا کر بھیجا ہے اور مجھے منہ اور ہاتھ سے بجائے جانے والے آلات موسیقی اور سازوں کو مٹانے کا حکم دیا ہے۔

سنن البیہقی الکبریٰ میں ہے، **عن ابن عباس قال ثم الذف حرام والمعازف حرام والکوبة حرام والمزامیر حرام** (سنن البیہقی الکبریٰ، ج ۱ ص ۲۲۲۔ طبع دار البازمکیہ المکتبہ) یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ ذف حرام ہے (ہاتھوں سے بجائے جانے والے) آلات موسیقی حرام ہیں، ڈگڈگی، بربط حرام ہیں اور بانسری حرام ہے۔

علامہ علاء الدین محمد بن علی بن محمد حصکفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دُرِّ مختار میں فرماتے ہیں، **البزازیة الملاهی کضرب قصب ونحوه حرام لقوله عليه الصلوة والسلام استماع الملاهی معصية والجلوس علیها فسق والتلذذ بها کفرای بالنعمة** (ج ۶ ص ۳۳۹۔ طبع دار الفکر) یعنی کھیلوں (مزامیر) کی آواز سننا جیسے کہ بانسری وغیرہ حرام ہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس فرمانِ اقدس کی بناء پر کھیلوں (مزامیر) کا سننا گناہ ہے اور وہاں بیٹھنا فسق ہے اور اس سے لذت حاصل کرنا کفرانِ نعمت ہے۔

حضرت علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رَدُّ الْمُحْتَار میں فرماتے ہیں، **والاطلاق شامل لنفس الفعل و استماعه كالرقص والسخرية والتصفيق و ضرب الاوتار من الطنبور والبربط والرباب والقانون والمزمار والصنج والبوق فانها كلها مكروهة لانها زى الكفار واستماع ضرب الدف والمزمار وغير ذلك حرام وان سمع بغتة يكون معذورا ويجب ان يجتهد ان لا يسمع** (ج ۶ ص ۳۹۵۔ طبع دار الفکر بیروت) یعنی (جہاں صاحب تنویر الابصار اور در مختار نے جو کمرہ کل لھو (ہر کھیل) مزامیر) مکروہ ہے فرمایا) اس کا اطلاق نفس فعل کو بھی شامل ہے اور اس کے سننے کو بھی جیسے ناچنا، ٹھٹھا بازی، تالی، بجانا، طنبور کے تار بجانا اور بربط، رباب، قانون (ایک قسم کا باجہ) مزامیر، جھانج (مجمیرا طبلے کے ساتھ تال دینے کیلئے پیتل کی چھوٹی کنوریاں) چنگ (ستار کی ایک قسم کا باجہ) اور بگل یہ سب مکروہ ہیں اس لئے کہ یہ کفار کا طریقہ ہے اور ذف بجانے کی آواز اور مزامیر وغیرہ کی آواز (چاہت کے ساتھ) سننا حرام ہے اور اچانک سننے میں آجائے تو معذور ہوگا اور اس پر واجب ہے کہ یہ کوشش کرے کہ نہ سن سکے۔

اگر ہم یہاں رُک کر ذرا غور کریں کہ ان مزامیر، باجوں، ٹونز وغیرہ کا بجانا حرام، ان کا سننا حرام اور گناہ اور جس جگہ یہ خرافات ہوں وہاں بیٹھنا فسق اور ان سے لذت حاصل کرنا کفرانِ نعمت ہے، تو یہی سب کام جب اللہ عزوجل کے پاک گھر میں ہوں تو ان کی حرمت کتنی اشد ہوگی، شاید ہم اس کا اندازہ بھی نہیں کر سکتے اور یہ افعال قبیح رب تعالیٰ کے غضب کو ابھارنے والے ہیں۔

مکثوۃ المصانع میں ہے، نہی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عن تناسد الاشعار فی المسجد یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مسجد میں اشعار پڑھنے سے منع فرمایا۔ اس حدیث مبارکہ کے تحت حضرت مولانا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مرقاة المفاتیح میں فرماتے ہیں، **ای مذمومة** یعنی اس سے مراد بُرے اشعار ہیں اور حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی بدایونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مرقاة المناجیح میں فرماتے ہیں، اشعار سے مراد بُرے یا عشقیہ اشعار ہیں۔

جب مساجد میں فقط برے اشعار پڑھنا ممنوع ہے تو پھر آج کل کے گانے! یہ تو نہ صرف بُرے اور عشقیہ بلکہ ان میں کفریات کی بھرمار اور ساتھ ہی مزامیر کی جھنکار، قہار و جبار کے قہر و غضب کو للکار ہے، تو جب ایسے گانے موبائل ٹونز کے ذریعے اللہ تعالیٰ کے گھر میں بجیں گی تو جہاں مسجد کی بے ادبی ہوگی وہاں اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم کی خلاف ورزی بھی ہوگی۔ ذرا ہم غور تو کریں!

شریعت نے مساجد کا کتنا ادب و احترام سکھایا ہے کہ مسجد میں دوڑنا یا بھاگنا زور سے قدم رکھ کر چلنا منع ہے جس سے دھمک کی آواز پیدا ہو۔ حتیٰ کہ جماعت بھی نکل رہی ہو اس وقت بھی دوڑنے کی اجازت نہیں۔

صدر الشریعہ بدرالطریقہ حضرت علامہ مولانا حکیم ابوالعلاء محمد امجد علی اعظمی رضوی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی مایہ ناز تصنیف بہار شریعت میں فرماتے ہیں، نماز کیلئے دوڑنا مکروہ ہے۔ (ج ۱ حصہ سوم ص ۳۳۱ طبع شبیر برادرز) تو جس کی وجہ سے مساجد میں میوزک اور ٹونز کی آوازیں گونجیں تو یہ عمل شریعت میں کتنا سخت ناپسندیدہ عمل ہوگا۔

اگر یہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زمانہ ہوتا تو نہ جانے اس فعل پر کتنی سخت تجویز کی جاتی۔

صحیح بخاری کے باب رفع الصوت فی المسجد میں ہے، **عن السائب بن یزید قال ثم کنت قائما فی المسجد فحصبني رجل فنظرت فاذا عمر بن الخطاب فقال اذهب فانتی بهذین فجثته بهما قال من انتما او من این انتما قال من اهل الطائف قال لو کنتما من اهل البلد لا وجعتكما ترفعان اصواتكما فی مسجد رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم** یعنی سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ میں مسجد میں سویا تھا ایک شخص نے مجھ پر کنکری پھینکی دیکھا تو امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں فرمایا جاؤ ان دونوں شخصوں کو میرے پاس لاؤ میں ان دونوں کو حاضر لایا فرمایا تم کس قبیلہ کے ہو یا کہاں کے رہنے والے ہو؟ انہوں نے عرض کی، ہم طائف کے رہنے والے ہیں فرمایا اگر تم اہل مدینہ سے ہوتے تو تمہیں میں سزا دیتا (کہ وہاں کے لوگ آداب سے واقف تھے) مسجد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں آواز بلند کرتے ہو۔ (ج ۱ ص ۷۹ طبع دار ابن کثیر المیامہ)

معلوم ہوا کہ جب آواز کا بلند کرنا اتنا سخت ناپسند ہے کہ اس پر حاکم وقت کو سزا دینا بھی جائز ہے (جیسا کہ مرآۃ المناجیح میں مفتی صاحب علیہ الرحمۃ نے تصریح فرمائی ہے) تو پھر موسیقی کی وحش جب مساجد میں بلند ہوں تو اس پر اگر حاکم وقت چاہے تو سخت سزا دے سکتا ہے مگر افسوس یہاں یہ جذبہ کہاں سے لائیں اسی لئے اس کا انتظام بھی خود ہی کرنا ہوگا کیونکہ شریعت کا حکم ہے کہ جو چیز ایذا دے اسے مسجد میں نہ آنے دو۔

در المختار مع رد المحتار میں ہے، **واکل نحو ثوم و یمنع منه و کذا کل مثوذ ولو بلسانہ** (ج ۲ ص ۵۲۵ طبع مکتبہ رشیدیہ) یعنی جو شخص کچا لہسن کھائے یا اس جیسی چیز کچی پیاز یا مولیٰ وغیرہ جن میں بدبو آتی ہے۔ تو اس کو مسجد میں گھسنے سے منع کیا جائے گا اور ہر اسی طرح ہر وہ شخص جو ایذا دینے والا ہو اگر چہ زبان سے ایذا دے مسجد سے منع کیا جائے گا۔ اس مسئلہ کی اصل یہ حدیث شریف ہے:-

صحیح مسلم کے باب باب من اکل ثوما او بصلا او کراثا او نحوهما میں ہے، **عن جابر قال ثم نہی رسول الله صلی الله تعالیٰ علیہ وسلم عن اکل البصل والکراث فغلبتنا الحاجة فاکلنا منها فقال من اکل من هذه الشجرة المنتفنة فلا یقر بن مسجدنا فان الملائكة تاذی مما یتاذی منه الانس** یعنی حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پیاز اور گندنا (ایک بدبودار قسم کی ترکاری ہے، جس کی بعض قسمیں پیاز اور بعض لہسن کے مشابہ ہوتی ہیں) کھانے سے منع فرمایا، ہم نے ضرورت سے مغلوب ہو کر انہیں کھا لیا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جو ان بدبودار درخت سے کھائے وہ ہماری مسجد کے قریب نہ آئے کیونکہ فرشتوں کو بھی ان چیزوں سے تکلیف ہوتی ہے جس سے آدمی کو تکلیف ہوتی ہے۔ (صحیح مسلم، ج ۱ ص ۲۰۹ طبع قدیمی کتب خانہ)

دو مختار کی اس عبارت کی علت فتاویٰ شامی میں یہ لکھی ہے کہ **علة النهی اذی الملائكة و اذی المسلمین** یعنی منع کرنے کی علت فرشتوں اور مسلمانوں کو اذیت ہونا ہے۔ پھر آگے لکھا ہے، **وبہ افقی ابن عمر و هو اصل فی نفی کل من یتاذی بہ** یعنی اس پر حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فتویٰ دیا اور ہر وہ شے جس سے ایذا پہنچے، اس کو مسجد سے منع کرنے کی بھی اصل ہے۔ (ج ۲ ص ۵۲۶ طبع مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

مسجد میں موبائل ٹونز بند کروانے پر انعام خداوندی عَزَّوَجَلَّ

سنن ابن ماجہ کے باب تطہیر المساجد و تطہیبہا میں ہے، **عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ثم من اخرج اذی من المسجد بنی اللہ له بیتا فی الجنة** یعنی ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں، جو مسجد سے اذیت کی چیز نکالے اللہ تعالیٰ اس کیلئے ایک گھر جنت میں بنائے گا۔ (سنن ابن ماجہ، ج ۵۵ طبع قدیمی کتب خانہ)

اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ اذیت کی چیز مسجد سے نکالنے پر جنت میں گھر بننے کی خوشخبری ہے، تو ایسی چیز جو لوگوں کیلئے نہ صرف باعث اذیت بلکہ انہیں گناہوں کے دلدل میں پھنسانے والی بھی ہو کیونکہ موسیقی کی آواز دل میں یوں نفاق اُگاتی ہے جیسے پانی گھاس اُگاتا ہے۔

چنانچہ الدر المنثور میں ہے، **الہو والغناء ینبت النفاق فی القلب کما ینبت الماء النبات** اس کے تحت رد المحتار میں ہے، **رواہ فی السنن مرفوعا الی النبی بلفظ ان الغناء ینبت النفاق فی القلب** یعنی سنن میں مرفوعاً حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ان الفاظ کے ساتھ اسے روایت کیا ہے کہ بے شک گانا دل میں نفاق اُگاتا ہے۔ (ج ۶ ص ۳۳۸ طبع دار الفکر بیروت)

اور پھر ایسی آواز جو برائی کی طرف راغب کرنے والی ہو، اور وہ بھی عین اس حالت میں جب بندہ رب کے حضور سجدہ ریز ہو، اس بندہ کی توجہ رب تعالیٰ کی طرف سے ہٹا کر فانی دنیا کی طرف کر دینے والی ہو، ایسی اذیت ناک چیز کا مسجد سے نکال دینا (یعنی اس کا بند کر دینا) کتنا زیادہ رب تعالیٰ کے ہاں محبوب ترین عمل ہوگا اور باعث بشارت جنت ہوگا۔

مگر صد کروڑ افسوس! بعض تو منع کرنے کے باوجود بھی اس فعل قبیح سے باز نہیں آتے، کیونکہ یہ ان کی نگاہ میں اب گناہ ہی نہیں رہا (معاذ اللہ) بالکل صحیح فرمایا ہے میرے آقا و طباء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے:-

صحیح بخاری کے باب **ما جاء فیمن یستحل الخمر ویسمیہ بغير اسمہ** میں ہے، **لیکونن من امتی اقوام یستحلون الحر والحریر والخمر والمعاذ** یعنی ضرور میری امت میں کچھ ایسے لوگ ہوں گے جو زنا، ریشم، شراب اور ڈھول باجوں کو حلال ٹھہرائیں گے۔ (ج ۲ ص ۸۳۷ طبع قدیمی کتب خانہ)

لہذا ہمیں خود بھی ان مذموم حرکات سے بچنا چاہئے اور دوسروں کو بھی آگاہ کرنا چاہئے۔

دورانِ نماز بھی موبائل فون بند کر سکتے ہیں

دورانِ نماز بھی موبائل فون عملِ قلیل کے ذریعے بند کر سکتے ہیں کیونکہ دورانِ نماز عملِ قلیل کی اجازت ہے۔

مذکورہ صور حال کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں، پہلی صورت عملِ قلیل کے اعتبار سے دوسری صورت نماز توڑنے کے اعذار کے اعتبار سے۔

پہلی صورت..... سب سے پہلے عملِ قلیل اور عملِ کثیر کی تعریف کا جاننا نہایت ضروری ہے۔ بحر الرائق میں ہے، **ثم اختلفوا**

فيما يعين الكثرة والقلة على اقوال احدها ما اختاره العامة كما في الخلاصة والخانية ان كل

عمل لا يشك الناظر انه ليس في الصلوة فهو كثير وكل عمل يشك على الناظر ان عامله

في الصلوة فهو قليل قال في البدائع و هذا اصح وتابعه الشارح والوالجی و قال في

المحيط انه الاحسن یعنی فقہائے کرام رحمہم اللہ کا کثیر اور قلیل کو معین کرنے میں اختلاف ہے۔ ان اقوال میں سے ایک قول

جس کو جمہور فقہاء کرام نے اختیار فرمایا جیسا کہ خلاصہ اور خانیہ میں ہے۔ جس کام کے کرنے والے کو دُور سے دیکھ کر نماز میں

نہ ہونے کا شک نہ رہے بلکہ گمان غالب ہو کہ نماز میں نہیں تو عملِ کثیر ہے اور اگر دُور سے دیکھنے والے کو شبہ و شک ہو کہ نماز میں ہے

یا نہیں تو عملِ قلیل ہے۔ الامام علاء الدین ابی بکر بن سعود الکاسانی الحنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بدائع الصنائع میں فرماتے ہیں، یہ قول اصح ہے

اور شارح والوالجی نے اس کی موافقت کی ہے اور محیط میں فرمایا کہ یہ قول احسن ہے۔ (بحر الرائق، ج ۲ ص ۱۲۔ طبع دار المعرفۃ بیروت)

در المختار مع رد المحتار میں ہے، **و يفسدها كل عمل كثير ليس من اعمالها ولا لاصلاحها و**

فيه اقوال خمسة اصحها ما لا يشك بسببه الناظر من بعيد في فاعله انه ليس فيها وان شك انه فيها

ام لا فقليل (ج ۲ ص ۶۳ طبع مکتبہ رشیدیہ) یعنی ہر عمل کثیر جو نماز کے اعمال میں سے نہ ہو اور نہ نماز کی اصلاح کیلئے ہو۔ اس میں

پانچ اقوال ہیں ان میں سب سے اصح قول یہ ہے کہ جس کام کے کرنے والے کو دُور سے دیکھ کر نماز میں نہ ہونے کا شک نہ رہے

بلکہ گمان غالب ہو کہ نماز میں نہیں تو عملِ کثیر ہے اور دُور سے دیکھنے والے کو شبہ و شک ہو کہ نماز میں ہے یا نہیں تو عملِ قلیل ہے۔

اس کے تحت ردالمحتار میں ہے، **القول الثانی ان ما يعمل عادة بالیدین کثیر وان عمل بواحدة کالتعمم وشد السراويل و ما عمل بواحدة قليل و ان عمل بهما كحل السراويل ولبس القنسوة و نزعها الا اذا تكرر ثلاثا متوالية الثالث الحركات الثلاث المتوالية کثیر والا فقليل الرابع ما يكون مقصودا للفاعل بان يفرد له مجلسا على حده الخامس التقویض الی رای المصلی فان استکثره فکثیر والا فقليل** یعنی دوسرا قول یہ ہے کہ جو کام عادت میں دو ہاتھوں سے کیا جاتا ہو وہ کثیر ہے اگرچہ نمازی اس کو ایک ہاتھ سے کرے جیسے عمامہ یا پاجامہ کا باندھنا اور جو ایک ہاتھ سے کیا جاتا ہو وہ قلیل ہے اگرچہ نمازی دو ہاتھوں سے کرے جیسے پاجامہ اتارنا اور ٹوپی کا پہننا یا اتارنا، مگر جب کہ تین بار لگاتار نہ کرے۔ تیسرا قول یہ ہے کہ تین حرکتیں متصل (لگاتار) عمل کثیر ہیں ورنہ قلیل ہیں۔ چوتھا قول یہ ہے کہ عمل کثیر وہ ہے کہ کرنے والے کا قصد ہی کثیر کا ہو یعنی جس کیلئے جداگانہ مجلس کرتا ہو۔ پانچواں قول یہ ہے کہ نمازی کی اپنی رائے پر موقوف ہے یعنی عمل کثیر وہ ہے جس کو نمازی خود کثیر (بہت زیادہ) سمجھے، ورنہ قلیل ہے۔ (ج ۲ ص ۳۶۵ طبع مکتبہ رشیدیہ)

حاشیة طحطاوی علی مراقی الفلاح میں ہے، و ان حک ثلاثا فی رکن واحد تفسد صلاته اذا رفع یدہ فی کل مرة والا فلا تفسد لانه حک واحدا و قیل ما یقام بالیدین عادة کثیر وان فعله بید واحدة و ما یقام بید واحدة قليل و ان فعله بیدین و قیل ان الکثیر ما یكون مقصودا للفاعل والقليل بخلافه و قیل انه مفوض الی رای المبتلی فان استکثره فکثیر وان استقله فقليل وهذا اقرب الاقوال الی رای الامام کما فی التبیین یعنی اگر ایک رکن میں تین بار کھیلانے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ یعنی یوں کہ ہر بار کھیا کر ہاتھ ہٹا لیا جائے (اور اگر ایک بار ہاتھ رکھ کر چند مرتبہ حرکت دی) تو ایک مرتبہ کھیلانا کھیا جائے گا۔ اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی اور بعض نے کہا جو کام عادتاً دو ہاتھ سے کیا جاتا ہے وہ کثیر ہے اگرچہ کرنے والے نے ایک ہاتھ سے کیا ہو اور جو کام ایک ہاتھ سے کیا جاتا ہے وہ قلیل ہے اگرچہ کرنے والے نے دو ہاتھ سے کیا ہو اور بعض نے کہا کہ کثیر وہ ہے کہ کرنے والے کا ارادہ ہی کثیر کا ہو اور قلیل وہ ہے کہ کرنے والے کا مقصود کثیر کا نہ ہو اور بعض نے کہا کہ کرنے والے کی اپنی رائے پر موقوف ہے یعنی عمل کثیر وہ ہے جس کو نمازی خود کثیر (بہت زیادہ) سمجھے اور عمل قلیل وہ ہے کہ نمازی خود اس کو سمجھے اور یہ قول امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قول سے زیادہ قریب ہے۔ (ج ۱ ص ۳۳۸ طبع مکتبہ غوثیہ کراچی)

قواعد الفقہ میں ہے، العمل الكثير في الصلاة ثم هو ما يعلم ناظره ان مصل وقيل ما يحتاج فيه الى اليدين وقيل ما يستكثره المصلي نماز میں عمل کثیر یہ ہے کہ دیکھنے والا یہ نہ جان سکے کہ یہ نماز میں ہے (یعنی اسے غالب گمان ہو جائے کہ یہ نماز میں نہیں) اور بعض نے کہا کہ عمل کثیر وہ ہے جس کیلئے دو ہاتھوں کی حاجت پڑے اور بعض نے کہا کہ عمل کثیر وہ ہے کہ جس کو نمازی کثیر سمجھے۔ (ج ۱ ص ۳۹۱ طبع الصدف پبلشرز کراچی)

فتاویٰ عالمگیری میں ہے، العمل الكثير يفسد الصلوة والقليل لا كذا في محيط السرخسي واختلفوا في الفاصل بينهما على ثلاثة اقوال ان ما يقام باليدين عادة كثير وان فعله بيد واحدة كالتعمم ولبس القميص وشد السراويل والرمى عن القوس وما يقام بيد واحدة قليل وان فعل بيدين كنزع القميص وحل السراويل ولبس القلنسوة ونزعها ونزع اللجام هكذا في التبيين وكل ما يقام بيد واحدة فهو يسير مالم يتكرر۔

والثاني..... ان يفوض الى رأي المبتلى به وهو المصلي فان استكثره كان كثيرا وان استقله كان قليلا وهذا اقرب الاقوال الى رأي ابي حنيفة رحمة الله تعالى۔

والثالث..... انه لو نظر اليه ناظر من بعيد ان كان لا يشك انه في غير الصلوة فهو كثير مفسد وان شك فليس بمفسد وهذا هو الاصح هكذا في التبيين۔ (فتاویٰ عالمگیری، ج ۱ ص ۱۱۳۔ طبع قدیمی کتب خانہ) ان عبارات کا خلاصہ گزر چکا ہے۔

جب ہم نے کثیر اور قلیل کی تعریف خوب اچھی طرح سمجھ لی تو آئیے اس صورت میں

دورانِ نماز موبائل فون بند کرنے کے مسئلہ کو سمجھتے ہیں۔

اگر عمل قلیل کے ذریعے دورانِ نماز موبائل فون بند کیا جاسکتا ہے تو فوراً بند کرنا واجب ہے تاکہ دوسروں کی نماز میں خلل واقع نہ ہو۔ اس کی صورت یہ ہو سکتی ہے کہ جس جیب میں موبائل فون بچ رہا ہو تو جیب کے اوپر ہی سے اس خاص بٹن کو دبا دیں جس سے Tone بجنا بند ہو جائے یا پھر وہ بٹن دیا دیا جائے جس سے کال Cancel کی جاتی ہے۔ ہر موبائل استعمال کرنے والا موبائل بٹنوں کو بخوبی جانتا ہے اور بغیر دیکھے بھی مطلوبہ بٹن Press کیا جاسکتا ہے۔ اگر اس طرح نہ ہو تو جیب میں ہاتھ ڈال کر بھی بند کیا جاسکتا ہے، جب ہم اپنی معمولی سی تکلیف کو دور کرنے کیلئے اپنے ایک ہاتھ کو استعمال کرتے ہیں تو اسی طرح بدرجہ اولیٰ دوسروں کو تکلیف سے بچانے کیلئے ایک ہاتھ استعمال کر کے موبائل فون Off یا Silent بھی کر سکتے ہیں کیونکہ دوسروں کو ایذا سے بچانا واجب ہے جیسا کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے فتویٰ کی رو سے پتا چلا۔

اور اگر اس طرح بند نہ ہو تو فوراً موبائل فون جیب سے نکال کر بند کر دے اور یہ ایک ہاتھ سے بآسانی ہو سکتا ہے کیونکہ عادتاً موبائل فون جیب سے ایک ہاتھ ہی سے نکالا اور رکھا جاتا ہے اور مذکورہ تعریفات میں ہم پڑھ چکے ہیں کہ جو کام عادتاً ایک ہاتھ سے ہو وہ قلیل ہے اگرچہ کرنے والے نے دو ہاتھ سے کیا ہو۔ بشرطیکہ زبان سے کچھ نہ بولے، کیونکہ کلام سے نماز فاسد ہو جاتی ہے اور کلام میں تو قلیل و کثیر کا فرق بھی نہیں، بعض اہل عرب کو دیکھا گیا ہے کہ وہ عین نماز میں جب موبائل بجتا ہے تو کہہ دیتے ہیں **صلوٰۃ** یعنی نماز۔ اس سے اشارہ دیتے ہیں کہ ہم نماز میں ہیں لہذا فقط **صلوٰۃ** کہنا بھی مفسدِ نماز ہے۔

جب ہم نے کثیر اور قلیل کی تعریف خوب اچھی طرح سمجھ لی تو آئیے اس صورت میں

دورانِ نماز موبائل فون بند کرنے کے مسئلہ کو سمجھتے ہیں۔

اگر عمل قلیل کے ذریعے دورانِ نماز موبائل فون بند کیا جاسکتا ہے تو فوراً بند کرنا واجب ہے تاکہ دوسروں کی نماز میں خلل واقع نہ ہو۔ اس کی صورت یہ ہو سکتی ہے کہ جس جیب میں موبائل فون بچ رہا ہو تو جیب کے اوپر ہی سے اس خاص بٹن کو دبا دیں جس سے Tone بجنا بند ہو جائے یا پھر وہ بٹن دیا دیا جائے جس سے کال Cancel کی جاتی ہے۔ ہر موبائل استعمال کرنے والا موبائل بٹنوں کو بخوبی جانتا ہے اور بغیر دیکھے بھی مطلوبہ بٹن Press کیا جاسکتا ہے۔ اگر اس طرح نہ ہو تو جیب میں ہاتھ ڈال کر بھی بند کیا جاسکتا ہے، جب ہم اپنی معمولی سی تکلیف کو دور کرنے کیلئے اپنے ایک ہاتھ کو استعمال کرتے ہیں تو اسی طرح بدرجہ اولیٰ دوسروں کو تکلیف سے بچانے کیلئے ایک ہاتھ استعمال کر کے موبائل فون Off یا Silent بھی کر سکتے ہیں کیونکہ دوسروں کو ایذا سے بچانا واجب ہے جیسا کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے فتویٰ کی رو سے پتا چلا۔

اور اگر اس طرح بند نہ ہو تو فوراً موبائل فون جیب سے نکال کر بند کر دے اور یہ ایک ہاتھ سے بآسانی ہو سکتا ہے کیونکہ عادتاً موبائل فون جیب سے ایک ہاتھ ہی سے نکالا اور رکھا جاتا ہے اور مذکورہ تعریفات میں ہم پڑھ چکے ہیں کہ جو کام عادتاً ایک ہاتھ سے ہو وہ قلیل ہے اگرچہ کرنے والے نے دو ہاتھ سے کیا ہو۔ بشرطیکہ زبان سے کچھ نہ بولے، کیونکہ کلام سے نماز فاسد ہو جاتی ہے اور کلام میں تو قلیل و کثیر کا فرق بھی نہیں، بعض اہل عرب کو دیکھا گیا ہے کہ وہ عین نماز میں جب موبائل بجتا ہے تو کہہ دیتے ہیں **صلوٰۃ** یعنی نماز۔ اس سے اشارہ دیتے ہیں کہ ہم نماز میں ہیں لہذا فقط **صلوٰۃ** کہنا بھی مفسدِ نماز ہے۔

اور یہ بات بھی واضح ہوگئی کہ فقہاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ اصح قول یہ ہے کہ جس کام کے کرنے والے کو دور سے دیکھ کر نماز میں نہ ہونے کا شک نہ رہے بلکہ گمان غالب ہو کہ نماز میں نہیں تو عمل کثیر ہے۔ لہذا اگر ایک ہاتھ نماز میں باندھا ہوا ہو دوسرے سے موبائل فون بند کر دے تو شرعاً اس میں کوئی مضائقہ نہیں، کیونکہ اس صورت میں دیکھنے والے کو گمان غالب نہیں ہوتا جبکہ ایک ہاتھ باندھا ہوا ہو۔

کیونکہ ایک ہاتھ سے کام کرنے کو عمل قلیل کہا گیا ہے اور خود فقہاء کرام نے ایسے مسائل بیان فرمائے جو نماز میں ایک ہاتھ سے کر سکتے ہیں مثلاً فتاویٰ عالمگیری میں ہے، **ان تقلد سیفا او نزعہ لا تفسد صلاتہ و کذا و اذا تردی برداء او حمل شیئا خفیفاً یحمل بید و احدۃ او حمل صبیبا او ثوبا علی عاتقہ لم تفسد صلاتہ کذا فی فتاویٰ قاضیخان** یعنی اگر گلے میں تلوار ڈالی یا نکالی تو اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی اور اسی طرح اگر چادر اوڑھی یا کوئی ہلکی سی چیز اٹھائی جس کو ایک ہاتھ سے اٹھایا جاسکتا ہو، یا کسی بچہ کو یا کپڑے کو اپنے کاندھے پر اٹھایا تو نماز فاسد نہیں ہوگی۔ ایسا ہی فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ (فتاویٰ عالمگیری، ج ۱ ص ۱۱۳ طبع قدیمی کتب خانہ)

لہذا اس عبارت سے معلوم ہوا کہ جب تلوار گلے میں ڈال اور نکال سکتے ہیں اور چادر اوڑھ سکتے ہیں، ہلکی چیز اٹھا سکتے ہیں، بچہ یا کپڑے کو کاندھے پر رکھ سکتے ہیں تو موبائل فون ایک ہاتھ سے نکال کر بند بھی کر سکتے ہیں۔

اعتراض..... موبائل ٹونز بند کرتے وقت دیکھنے والے کو یہ گمان ہوگا کہ یہ نماز میں نہیں لہذا یہ عمل کثیر ہوا، اور نماز فاسد ہونی چاہئے؟

جواب..... اس کا جواب ضمناً دیا جا چکا ہے کہ جب ایک ہاتھ باندھا ہوا ہو، اور ایک ہاتھ سے بند کیا جائے تو اس میں مضائقہ نہیں کیونکہ اس صورت میں دیکھنے والے کو گمان غالب نہیں ہوتا اور جب غالب گمان نہ ہو تو عمل قلیل ہوتا ہے جیسا کہ ہم نے ذکر کیا اور مذکورہ فتاویٰ عالمگیری کی عبارت میں تو بچہ کو کاندھے پر اٹھا کر رکھنے کا ذکر ہے، تو جب بچہ کو اٹھایا جائیگا تو دیکھنے والا کیا گمان کرے گا، مگر فقہاء کرام نے فرمایا کہ **لم تفسد صلاتہ** نماز فاسد نہیں ہوگی۔

نماز میں ہر وہ عملِ قلیل جو نماز کیلئے مفید ہو جائز ہے

فتاویٰ عالمگیری میں ہے، **ولا باس بان یمسح العرق عن جبهته فی الصلاة کل عمل ہو مفید لا باس بان به للمصلی وقد صح عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انه سلت العرق عن جبهة وکان اذا قام من سجوده نفض ثوبه یمنه اویسرة** یعنی حالت نماز میں اپنی پیشانی سے پسینہ پونچھنے میں مضائقہ نہیں اور نبی کریم رؤف رحیم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم سے صحیح طور پر ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پسینہ مبارک پیشانی مبارک سے پونچھا ہے اور جب جدے سے کھڑے ہوتے تو کپڑے کودائیں یا بائیں جانب سے جھاڑتے تھے۔

(فتاویٰ عالمگیری، ج ۱ ص ۷۱ طبع قدیمی کتب خانہ)

نورالایضاح میں ہے، **ولا باس بمسح جبهته من التراب او الحشیش بعد الفراغ من الصلاة ولا قبل الفراغ اذا ضره او شغله عن الصلاة** یعنی نماز سے فراغت کے بعد یا فراغت سے پہلے پیشانی سے مٹی یا گھاس صاف کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں جبکہ وہ اس کیلئے باعثِ اذیت ہو یا اس کی وجہ سے نماز سے توجہ ہٹی ہو۔ (یعنی نماز سے غافل ہوتا ہو)

اس کے تحت المراقی الفلاح میں ہے، **ولا باس بمسحه (قبل الفراغ) من الصلاة (اذا ضره او شغله عن خشوع الصلاة) مثل العرق** یعنی نماز سے فارغ ہونے سے پہلے (پیشانی سے مٹی یا گھاس) صاف کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں جبکہ وہ اس کیلئے باعثِ اذیت ہو یا اس کی وجہ سے نماز میں خشوع و خضوع فوت ہوتا ہو، اس کا حکم پسینہ کی طرح ہے۔

(حاشیہ طحاوی علی المراقی الفلاح، ج ۱ ص ۵۰۳ طبع المکتبۃ الغوثیہ کراچی)

صدر الشریعہ بدرالطریقہ حضرت علامہ مولانا حکیم ابوالعلاء محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہمارا شریعت میں فرماتے ہیں، جوں یا چھھر جب ایذا پہنچاتے ہوں تو پکڑ کر مار ڈالنے میں حرج نہیں یعنی جب کہ عمل کثیری حاجت نہ ہو۔ (غنیۃ، شامی، ج ۱ ص ۶۱۱)

لہذا ان عبارتوں سے معلوم ہوا کہ جو شے باعثِ ایذا ہو، یا خشوع و خضوع کو مفقود کرنے والی ہو اس کو ختم کر دیا جائے اور ہم بھی بعض لوگوں کو دیکھتے ہیں کہ ایک ہاتھ سے رومال نکال کر منہ اور ناک صاف کر رہے ہوتے ہیں کچھ پسینہ پونچھ رہے ہوتے ہیں تو کچھ چہرے سے وضو کی تری صاف کر رہے ہوتے ہیں تو کوئی قمیص آگے اور پیچھے سے صحیح کر رہے ہوتے ہیں تو کوئی سجدہ میں جاتے ہوئے پیٹ یا پا جامہ وغیرہ اوپر اٹھا رہے ہوتے ہیں تو کوئی داڑھی سے کھیل رہے ہوتے ہیں لیکن ہم انہیں غیر نمازی تھوڑ نہیں کرتے (بلکہ حالت نماز میں کپڑے سینٹا اور داڑھی سے کھیلنا مکروہ تحریمی ہے جیسا کہ کتب عامہ میں موجود ہے)۔

مذکورہ عبارت سے معلوم ہوا کہ جو کام نمازی کیلئے مفید ہے جب اس کے کر لینے میں مضائقہ نہیں، تو جو سب کیلئے مفید ہو اس کے کر لینے میں کیا مضائقہ ہو سکتا ہے کیونکہ جب Tone بجتی ہے تو امام سمیت تمام مقتدیوں کی توجہ بھی اس کی طرف مبذول ہو جاتی ہے جو باعثِ اذیت ہے اور اس کا بند کر دینا سب کیلئے مفید ہے لہذا جیسے ہی موبائل بجنا شروع ہو فوراً ہی بند کر دیا جائے تاکہ دوسرے اس سے اذیت میں مبتلا نہ ہوں اور ویسے بھی جو چیزیں دل کو مشغول رکھیں ان کی موجودگی میں نماز مکروہ ہے جیسا کہ درمختار میں ہے، یعنی ایسی چیز کی موجودگی میں جو دل کو مشغول رکھے نماز مکروہ ہے مثلاً زینت اور لہو لعب وغیرہ۔ (درمختار، ج ۱ ص ۶۱۴)

فی زمانہ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے کہ جس کا حل کرنا نہایت ہی ضروری ہے، اسی لئے فقیر نے عمل قلیل کی صورت بیان کی ہے اور اگر عمل قلیل کے ذریعے بند کرنا ممکن نہ ہو، مثلاً موبائل فون ایسی جگہ رکھا ہے جس کا نکالنا ایک ہاتھ کے ذریعے ممکن نہیں تو اب نماز توڑ کر بند کرنے کی اجازت ہے کیونکہ یہ نماز توڑنے کے اعذار میں سے ایک عذر ہے۔ **إن شاء اللہ عز وجل** اس کا ذکر آگے ہوگا تاکہ دیگر نمازیوں کو تشویش سے بچایا جائے اور ان کے خشوع و خضوع کو فوت ہونے سے بچایا جائے اور اللہ جل شانہ کے پاک گھر کو ان Musical Tones سے محفوظ و مامون رکھا جائے۔

اور ویسے بھی فقہ کا اصول ہے، **سد الذرائع او حسم مادة وسائل الفساد** یعنی ایسے ذرائع یا وسائل کی روک تھام کی جائے گی جو فساد یا ممنوع افعال کا سبب بنیں۔

صحیح مسلم میں ہے **العینان زنا هما النظر والاذنان زناهما الاستماع** یعنی آنکھوں کا زنا (حرام) کی طرف دیکھنا ہے اور کانوں کا زنا (بے حیائی کی بات) سننا ہے۔ (ج ۳ ص ۲۰۳ طبع دار احیاء التراث العربی بیروت)

قرآن کریم و فرقان حمید کی سورۃ بنی اسرائیل میں ارشاد فرمایا گیا،

ولا تقرّبوا الزنا انه كان فاحشة

ترجمہ کنز الایمان: اور بدکاری کے پاس نہ جاؤ بے شک وہ بے حیائی ہے۔

اس کے تحت تفسیر نور العرفان میں فرماتے ہیں، یعنی زنا کے اسباب سے بھی بچو، لہذا بد نظری، غیر عورت سے خلوت، عورت کی بے پردگی وغیرہ سب حرام ہیں، بخار روکنے کیلئے نزلہ روکو، طاعون سے بچنے کیلئے چوہوں کو ہلاک کرو، پردہ کی فرضیت، گانے بجانے کی حرمت، نگاہ نیچی رکھنے کا حکم یہ سب زنا سے روکنے کیلئے ہے۔

اسی طرح آج کل موبائل ٹونز بھی مساجد میں فساد اور ممنوع افعال کا سبب بن رہی ہیں جیسا کہ مساجد کی بے حرمتی، نمازیوں کو تکلیف، قرأت میں غلطی کا ہو جانا، خشوع و خضوع کا فوت ہو جانا وغیرہ، لہذا ان ٹونز کی آوازوں کو مساجد سے ختم کرنا ہوگا اگرچہ موبائل بند کرنے کیلئے اسے اپنی نماز توڑنی پڑے۔ اس سے صرف یہ ہوگا کہ اس کو ہی تھوڑی تکلیف برداشت کر کے نماز اسرو پڑھنی پڑھے گی دیگر نمازی سکون سے عبادت کر سکیں گے۔ یہاں فقہ کے اس اصول سے کچھ رہنمائی ملتی ہے۔

جیسا کہ بحر الرائق میں ہے، **اجتمع ضرر عام و ضرر خاص فبقدم دفع الضرر العام** یعنی جب ضرر عام اور ضرر خاص جمع ہو جائیں تو ضرر عام کے دفاع کو مقدم رکھا جائے گا۔ (البحر الرائق، ج ۲ ص ۱۸۲)

اسی طرح تبیین الحقائق میں ہے، **و کم من ضرر خاص یجب تحمله لدفع الضرر العام** یعنی کتنے ہی ضرر خاص ایسے ہیں کہ جن کا برداشت کرنا واجب ہو جاتا ہے ضرر عام کو دور کرنے کیلئے۔ (ج ۱۷، ص ۴۷۹)

اسی طرح مجمع الانهر فی شرح ملتقى البحر میں بھی ہے، **دفع ضرر عام بتحمیل ضرر خاص** ضرر عام کو دور کرنے کیلئے ضرر خاص کو برداشت کیا جائے گا۔ (ج ۳۳، ص ۴۰۳)

بالکل ایسی ہی صورت حال اس وقت سامنے آتی ہے جب کسی کی حالت نماز میں موبائل ٹون بج رہی ہو اور وہ اس کے بند کرنے پر فی الوقت قادر نہ ہو تو اب اس کی وجہ سے پوری مسجد کے نمازیوں کی توجہ اس موبائل ٹون کی طرف ہو جاتی ہے اور مقتدی تو مقتدی خود امام صاحب کی توجہ بھی اس کی طرف ہو جاتی ہے اور پھر مقتدیوں سمیت امام صاحب کا خشوع و خضوع بھی ختم ہو جاتا ہے۔ لہذا ضروری ہے کہ آپ اپنا موبائل عملِ قلیل کے ذریعے فوری طور پر بند کریں اور اگر بند کرنا ممکن نہ ہو تو نماز توڑ کر اس کو بند کریں تاکہ دیگر لوگوں کو اس تکلیف سے نجات ملے۔ کیونکہ مسجد میں بندہ اپنے رب سے تعلق کو پختہ کرنے حاضر ہوتا ہے اور یہ ٹونز بندے اور رب کے تعلق کے درمیان نخل ہو جاتی ہیں اور جو چیز بندے کو اپنے رب سے غافل کرے وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نزدیک بھی ناپسند ہے۔

حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ ان مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح میں ایک حدیث شریف نقل فرمائی ہے، **عن عقبۃ بن الحرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال صلیت وراء رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بالمدينة العصر ثم قام مسرعا فتخطی رقاب الناس الی بعض حجر نسائه ففزع الناس من سرعتہ فخرج علیہم فرأی انہم قد عجبوا من سرعتہ فقال ذکرت شیئا من تبرکات عندنا فکرت ان یحبسنی فامرت بقسمتہ** یعنی حضرت عقبہ بن حارث سے مروی ہے، فرماتے ہیں، میں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے منہ موڑہ میں نماز پڑھی آپ نے سلام پھیرا، پھر تیزی سے کھڑے ہوئے، لوگوں کی گردنیں پھلانگتے ہوئے بعض بیویوں کے حجرے میں تشریف لے گئے لوگ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جلدی سے گھبرا گئے پھر واپس تشریف لائے تو دیکھا کہ وہ آپ کی جلدی سے تعجب کر رہے ہیں فرمایا مجھے اپنے پاس سونے کا پترا یاد آ گیا تو مجھے یہ ناپسند ہوا کہ وہ مجھے مشغول کرے میں نے اسے تقسیم کر دینے کا حکم دے دیا۔ اس کے تحت شرح میں فرماتے ہیں، مشغول رکھنے میں دو احتمال ہیں: ایک یہ کہ اسکی وجہ سے نماز میں دھیان بنے کہ اسے کہاں سنبھالیں کہاں رکھیں۔ دوسرے یہ کہ رب تعالیٰ سے قرب خاص میں یہ خارج (خرج ڈالنے والا) ہو، یہاں شیخ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے فرمایا کہ ماسوی اللہ کی طرف التفات مقرب بندوں کو بھی مشغول کر لیتا ہے یہ زہد اور ترک دنیا کی انتہا ہے کہ جو چیز یار سے آڑ بنے اسے پھاڑ دو..... حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تو فرزند کے گلے پر چھری چلا دی..... حضرت ادھم (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے اپنے بیٹے ابراہیم کیلئے دعا کی، خدایا اس کو موت دے دے کہ اسے چومنے کی وجہ سے میں ایک آن تجھ سے غافل ہو گیا۔ (مراۃ المناجیح، ج ۳ ص ۸۸، ۸۹۔ طبع ضیاء القرآن پبلی کیشنز)

قربان جائیں ان حضرات کے جذبہ صادق پر، کاش ہمیں بھی ان کے جذبہ صادق کا ایک آدھا ذرہ نصیب ہو جائے۔ آمین
آئیے اب دوسری صورت کی طرف چلتے ہیں تاکہ جب مسئلہ اس طرح حل نہ ہو تو پھر دوسری طرح حل کیا جائے۔

موبائل ٹونز بند کرنے کیلئے نماز توڑنے کی بھی اجازت ہے

اگر دوران نماز موبائل ٹونز بجی اور عمل قلیل کے ذریعے بھی بند کرنا ممکن نہیں تو اب نماز توڑ کر بند کر سکتا ہے۔ کیونکہ جس چیز کی وجہ سے نماز میں خلل واقع ہو تو چاہئے کہ نماز توڑ کر اس خلل ڈالنے والی چیز کو دور کرے۔ مثلاً سانپ یا بچھو آجائے اور خوف ہے کہ کہیں ڈس نہ لے تو نماز توڑ دینے کی اجازت ہے، اسی طرح شدید پاخانہ پیشاب کی حاجت درپیش آجائے اور اس کی وجہ سے نماز میں بے چینی یا خلل واقع ہو تو نماز توڑ دے۔ یوہیں اپنے یا پرانے کے ایک درہم کے نقصان کا خوف ہو مثلاً دودھ اُبل جائے یا گوشت ترکاری وغیرہ جل جانے کا خوف ہو یا ایک درہم کی کوئی چیز چوراً چکا لے بھاگا۔ ان صورتوں میں نماز توڑ دینے کی اجازت ہے۔

فتاویٰ عالمگیری میں ہے، **و ان یدخل فی الصلاة وهو یدافع الاخبثین وان شغله قطعها و کذا الريح** یعنی اگر کوئی شخص اس حال میں نماز میں داخل ہوا کہ بول و براز (پاخانہ یا پیشاب) کی حاجت تھی اور اس کی وجہ سے (توجہ بٹے، یا خلل واقع ہو) یا یہ حاجت اسے نماز سے غافل کرے تو نماز توڑ دے۔ یہی حکم ریح (ہوا) کا بھی ہے۔ (فتاویٰ عالمگیری، ج ۲ ص ۱۱۸ طبع قدیمی کتب خانہ) اسی طرح در المختار میں ہے، **صلاته مع مدافعة الاخبثینا او احدهما او الريح** یعنی بول و براز کی حاجت کو روکتے ہوئے یا دونوں میں سے ایک یا ریح (ہوا) کو روکتے ہوئے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔

اس کے تحت رد المحتار میں ہے، **سواء کان بعد شروعه او قبله فان شغله قطعها ان لم یخف فوت الجنابة کخوف فوت الوقت** یعنی بول و براز کی حاجت نماز شروع کرنے سے پہلے ہو یا بعد میں ہو دونوں یکساں ہیں، پس اگر اس کی وجہ سے نماز سے توجہ بٹے یا خلل واقع ہو تو نماز توڑ دے جبکہ جنازہ یا وقت کے فوت (ختم) ہو جانے کا خوف نہ ہو۔ (در المختار مع رد المحتار، ج ۲ ص ۴۹۲ طبع مکتبہ رشیدیہ)

ان عبارتوں سے معلوم ہوا کہ جب نماز میں خلل واقع ہو یا توجہ بٹے تو نماز توڑ کر اس کو دور کرنے کی اجازت ہے لہذا جب موبائل Tones دوران نماز میں بجے تو عمل قلیل کے ذریعے بند کرنے کی پوری کوشش کرے، ورنہ نماز توڑ کر بند کرے کیونکہ اس ایک کی وجہ سے سب کی نمازوں میں خلل واقع ہوتا ہے، توجہ بھی ہٹتی ہے اور خشوع و خضوع میں بھی فرق آتا ہے۔

حالت نماز میں سانپ اور بچھو مارنے کی بھی اجازت ہے۔

الهداية میں ہے، **ولا باس بقتل الحية والعقرب في الصلاة لقوله عليه السلام اقتلوا الاسودين ولو كنتم في الصلوة ولا ن فيه ازالة الشغل فاشبهه درء المار** یعنی حالت نماز میں سانپ اور بچھو کو مارنے میں کوئی مضائقہ نہیں کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، دو کالے جانوروں (یعنی سانپ اور بچھو) کو قتل کر دو اگرچہ تم حالت نماز میں ہو۔ اس لئے کہ ایسا کرنے سے دل غافل و مشغول ہونے سے بچ جائے گا اور یہ (فعل) گزرنے والے کو روکنے کے مشابہ ہو گیا۔ (الهدایۃ، اولین، ص ۱۳۳۔ طبع مکتبہ شریعہ علمیہ)

فتاویٰ عالمگیری میں ہے، **انما یباح قتل الحية او العقرب في الصلاة اذا بين يديه وخاف ان يؤذيه فاما كان لا يخاف الاذى فيكره** یعنی حالت نماز میں سانپ بچھو کا مارنا اس وقت مباح ہے کہ جب اس کے سامنے آجائے اور ایذا دینے کا بھی خوف ہو اور اگر ایذا دینے کا خوف نہیں تو اب مارنا مکروہ ہے۔ (فتاویٰ عالمگیری، ج ۱ ص ۱۱۵)

اس کی اصل یہ حدیث مبارک ہے: **سنن ابن داؤد کے باب باب العمل في الصلاة میں ہے، عن ابی هريرة قال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم اقتلوا الاسودين في الصلاة الحية والعقرب** یعنی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، دو کالے جانوروں (سانپ اور بچھو) کو نماز میں مار دیا کرو۔ (سنن ابی داؤد، ص ۱۳۳۔ طبع المکتبہ الحنفیہ)

علامہ علاء الدین محمد بن علی بن محمد حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ در مختار میں فرماتے ہیں، **وبیاح قطعها النحو قتل حية وند دابة وفور قدر وضياع ما قيمته درهم له او لغيره ويستحب لمدافعة الاخبثين اللخروج من الخلاف ان لم يخف فوت وقت او جماعة** یعنی نماز توڑ دینا مباح ہے جب اس جیسے عذر ہوں جیسے سانپ وغیرہ کے مارنے کیلئے (جب کہ ایذا کا اندیشہ صحیح ہو) یا کوئی جانور بھاگ گیا (اس کے پکڑنے کیلئے) یا ہانڈی کا اُبلنا یا اپنے پیارے کے ایک درہم کے نقصان کا خوف ہو۔ اور مستحب ہے نماز کا توڑ دینا یا خانہ اور پیشاب کی شدت کے وقت۔ (در المختار مع رد المحتار، ج ۲ ص ۵۱۳)

الامام علاء الدین ابی بکر بن سعود الکاسانی الحنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بدائع الصنائع کے کتاب الصلاة میں فرماتے ہیں، **ولا باس بقتل العقرب او الحية في الصلاة لانه يشغل القلب وذلك اعظم من قتله** یعنی حالت نماز میں سانپ یا بچھو کو مارنے میں کوئی مضائقہ نہیں، اس لئے کہ (ان کی وجہ سے دل عبادت سے غافل) اور ان کی طرف شغل ہو جاتا ہے اور دل کو مشغولیت سے بچانا زیادہ اہم ہے ان چیزوں کو مارنے سے۔

صدر الشریعہ بدرالطریقہ حضرت علامہ مولانا حکیم ابوالعلاء محمد امجد علی اعظمی رضوی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی مایہ ناز تصنیف بہار شریعت میں عالمگیری اور غنیۃ کے حوالے سے فرماتے ہیں، سانپ بچھو مارنے سے نماز نہیں جاتی جبکہ نہ تین قدم چلنا پڑے نہ تین ضرب کی حاجت ہو، ورنہ جاتی رہے گی مگر مارنے کی اجازت ہے اگرچہ نماز فاسد ہو جائے۔ (بہار شریعت، ج ۱ حصہ ۳ ص ۲۳۳ طبع شبیر برادرز)

لہذا مذکورہ تمام عبارتوں سے معلوم ہوا کہ حالت نماز میں سانپ، بچھو کو مارنے کی اس وجہ سے اجازت ہے کہ ایک تو یہ باعثِ اذیت ہے اور دوسرا ان کی وجہ سے توجہ بٹے گی اور دل مشغول ہوگا، تو لامحالہ خشوع و خضوع میں فرق آئے گا۔ اسی طرح اگر یہ کہا جائے کہ موبائل ٹونز کا بجنا بھی باعثِ اذیت اور دل کو اپنی طرف مشغول کرنے والا اور خشوع و خضوع کو ختم کر دینے والا ہے تو اس کو بھی بند کر دینا چاہئے تو اس میں بھی مضائقہ نہیں ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ایذا دینے والی چیزوں کو ختم کر دینے کی اجازت ہے اور اگر ایذا کا خوف ہو تو حالت نماز میں موذی شے کو ختم کر دینا مباح ہے۔ جبکہ موبائل ٹونز سے ایذا کا خوف نہیں بلکہ غالب گمان ہے کہ اس سے نمازیوں کو تکلیف ہوتی اور خشوع و خضوع میں فرق آتا ہے پھر جزئیات میں یہاں تک لکھا ہے کہ ان چیزوں کو مارنے کی اجازت ہے اگرچہ نماز فاسد ہو جائے۔ اس سے ہمارا مسئلہ واضح ہو کر سامنے آ گیا کہ جب موبائل ٹونز بند کرنا عملِ قلیل کے ذریعے ممکن نہ ہو اب اس کو اپنی نماز توڑ کر بند کریں۔

آخر میں ایک بار پھر نمازیوں کی خدمت میں عرض ہے کہ جب بھی مساجد میں حاضری کا شرف نصیب ہو تو مسجد میں داخل ہونے سے قبل ہی موبائل Off یا Silent کر دیں۔

اللَّهُمَّ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ